

# MUKAT



# مکات

Social

Story



ڈاکٹر رائدر ناتھ شیور



دلچپ ناول

حکمت

مصنف

مترجم

ڈاکٹر رائے دین ناتھ ٹیگور شاعری نازن شاہ

پبلشرز

پوری بک ڈپو امرتسر

قیمت

۱۱۱۱

ٹیگور کی دیگر تصانیف

ٹیگور کی کہانیاں

مالی

آجے آج تک بہت افسانے لکھتے کے غیر نانی کہتوں کا  
چھ ہیں۔ مگر جو نطفہ ان کہانیوں کو جو انگریزی زبان میں گارڈ  
کو پڑھ کر آتا ہے وہ شاید ہی آج کے نام سے مشہور ہے۔ ہر گیت  
تک آپ کو مسو سی ہذا ہو۔ روحانیت کا ایک مکمل سبق  
قیمت ہلکے چھ ہے

گیتا منجلی

تخیل ٹیگور

ڈاکٹر ٹیگور کی غیر نانی تصنیف  
جس پر آپ کو ایک ناکہ میں ہزار غزلیات ناول ہے آپ پڑھیں گے اور پھر  
مدہ پیاف نام ملا۔ جو انگریزی پڑھیں گے۔ مگر طبیعت سیرد ہو گی ناول  
زبان میں لاکھوں کی تعداد میں غزلیات کے ہاں باب ہیں اور ہر باب میں ایک  
ہر چھ ہے

ہلکے قیمت چھ

ہلکے قیمت چھ

پوری بک ڈپو چورستی اٹاری امرتسر

# ملک

تراپہ کے جا لاج امر بکیر کے چھوٹے راجہ کمار کامبیک  
ہم دن دھرتیا سہ سالار میشا خاں کہیں کہیں راجہ کمار  
کا نام نہ کر پکارا کرتے تھے۔ راج دھرتیہ سنت ناگوار سا  
گھر تھا۔ ایک روز تو انہوں نے سہ سالار سے مباحث  
الفاظیں کہہ ہی دیار

”دیکھئے سہ سالار میرا نام بیکر بچے مت پکارا کیجئے“

پشان عیسا خاں تیروں کی دیکھ بھال میں معروفت تھے  
راج دھرتی یہ بات سن کر خاموش ہو رہے۔ ایک مرتبہ  
تو سہ سالار میشا خاں نے سر آٹا کر ابرو ترچے لکھتے

ہوئے راجہ کمار کی طرف دیکھا، لیکن اُس کے ایک شانہ  
بندہ فوراً ہی سر جھکا کر پھرتیروں کے پہلوں کو نظر تیز سے  
دیکھنے میں بہت تن شغول ہو گئے؛  
راجہ کمار بولے۔

”اگر اب تم میرا نام نہ کر پکارو گے۔ تو میں مہاراج  
خدمت میں حاضر ہو کر عرض کروں گا؟  
بڑے عیسا خاں نے سر آٹا کر لاج دھرتی کی طرف دیکھا  
اور پھر کاک کر بولے۔

”ہاں“

راج دھرتی اپنی شمشیر اُتار کے خول کو پتھر علی زمین  
پر نذر سے ٹپکتے ہوئے کہا۔

”ہاں؟“

عیسا خاں اپنے شاگرد کی گستاخی کو برداشت نہ کر کے  
بہنر آٹھے۔

عیسا خاں کو اس طرح لاپرواہی سے تنبیہ  
بدیہ کستے ہوئے دیکھ کر راج دھرتی کا چہرہ اور آنکھیں سرخ  
ہو گئیں، اُن میں خون اُتر آیا۔

عیسا خاں مت چڑھا کر ہنسنے ہوئے ہاتھ باندھ کر بولے  
”مائی مہاراج! مہاراج اصیل راج غریبان حضور راج دھرتی کے

صاحب بیادہ کو کیا کہہ کر پکارنا ہوگا؟ حضور پناہ جہاں پناہ  
خداوند شہنشاہ جو ارشاد ہوگا، میں اسی نام نای سے  
مکالم کروں گا؟

راج دھرم نے اپنے فطری تند لہجے کو اور بھی شدید اور  
سخت بنا کر کہا۔

"تم نے سنا، سید سالار! میں کیا شاگرد بچے سے بنی  
ہوں، لیکن پھر بھی راجکمار ہیں، اس بات کا خیال جاری  
ہرگز رہنا لازمی ہے، کیسے؟  
ویشا خاں نے ٹوانٹ کر کہا۔

"بس خاموش رہو، اب زیادہ مت بولو، میں سادہ  
ساتھ ان خامیات باتوں پر فضول مغزوں کی گونا گوستند جیر کرتا  
ہوں اور بھی کام ہے؟

اس قدر کہنے کے بعد وہ پرتیروں کے پہلوں کا ہاتھ  
لپٹنے میں مصروف ہو گئے؟

انہی اثنا میں ترپیدی کے دوسرے راجکمار اندہ آگئے۔  
پیلے برے جسم کو لے کر وہاں آ پہنچے، انہوں نے سر کو حرکت  
دے کر ہنسنے ہوئے استفاد کیا؟

"کہنے تو خاں صاحب کیا ہو راستے؟"

ویشا خاں نے اندہ کمار کی آواز پہچان کر تیر کو ہاتھ سے  
بچے رکھ دیا، اور محبت بھری نظر سے اُن کی طرف دیکھ کر ہنسنے  
ہوئے کہا۔

"کیا کہوں، بڑی غیب سی بات ہے، تمہارے چھوٹے بھائی  
صاحب کو میں شہنشاہ عالم، جہاں پناہ، حالی جاہ، کہہ کر نہیں  
پکارتا، اس لئے کہ حضور کی بے غرضی ہوتی ہے، یہی وجہ ہے  
کہ جناب جو سے سخت ناماوضی ہیں؟ اس قدر کہنے کے بعد انہوں  
نے دوبارہ تیر آٹھ لیا۔

"کیا یہ درست ہے؟ اس قدر کہنے کے بعد اندہ کمار نے  
زور سے تہقہ بلند کیا؟

راج دھرم نے غصہ سے تھک کر کہا۔

"بھیا کیوں ہنسنے ہو؟ چپ بھی رہو؟

اندہ کمار نے حجاب دیا۔ تاج دھرم! تمہیں کیا کہہ کر  
پکارتا ہوگا؟ شہنشاہ عالم، جہاں پناہ؟

اٹا۔۔۔۔۔ وہ پرتہقہ پر تہقہ مار کر ہنسنے لگا۔

راج دھرم نے بھیا! کیا چپ نہ رہ سکو گے؟

اندہ کمار نے پرتہقہ بلند کرتے ہوئے کہا۔

"جناب! عالی جاہ؟"

راجہ صاحب اپنے غصہ پر قابو نہ پاسکے، اندک گار کے طعنہ سے  
 کہتے اب ان کے لئے ناقابل برداشت — ہو اٹھے، انہوں نے  
 بے تاب ہو کر کہا۔

”سبیا! تمہیں دنا بھر بھی عقل نہیں“  
 اندک گار راجہ صاحب کی بیٹہ پر ہاتھ پیر کر ٹسکلاتے ہوئے  
 بولے۔

”بھائی صاحب! ٹنڈی ٹنڈی ہوا کھا لیجئے، غصہ میں ہرگز  
 دایے، اور ہاں میں کہہ دوں، کہ اپنی اس دانش مند ی کو  
 عقل رکھیے، تاکہ میں تمہاری عقل کشیف کو چھیننے میں کامیاب  
 نہ ہو جاؤں؟“

جیسا خاں اپنا کام کرتے ہوئے راجہ صاحب کی طرف ذرا  
 توجہ نہ دیکھ کر بھٹکے ہوئے بولے۔

”غصہ کی عقل آج کل بہت ترقی پر ہے۔“  
 اندک گار۔۔۔ ہاں! اس جیسی عقل اور اپنا ثانی ایک بھی

ہم لوگوں کو حاصل نہیں؟  
 راجہ صاحب ان دونوں کی طرف بھری باتوں سے روٹ کر فوراً  
 ہی اس جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے، وہ غصہ کی بیتابی سے اس  
 قدر تیزی سے بھاگا، کہ خوں میں پھٹی ہوئی شمشیر آبدار بھی  
 گنگنا اٹھی۔

راج گار راجہ صاحب کم بیٹج برس کے تھے، راج سالار  
 قد درمیان لیکن جسم گٹا ہوا کافی مضبوط۔ آٹھ گیس چھوٹی  
 چھوٹی لیکن ہلکی تیز ہیں، ذات قد سے بڑے ہیں، آواز  
 داخل غری سے سخت ترس ہے، اس دھوپ میں جس طرز کے  
 مخصوص طرن دیکھ راج گار بنایا کرتے تھے، ویسے راجہ صاحب  
 راج گار نہ تھے، ان کے سر کے بال سیدھے اور چھوٹے  
 چھوٹے کھڑے سوٹے سے تھے، تمام لوگوں کو اس بات کا  
 یقین تھا، کہ راجہ صاحب کافی ذہین ہیں، اور اس بات کا  
 خدو انہیں بھی فخر تھا، وہ اپنی اس عقل کے مقابلہ میں اپنے  
 دونوں بھائیوں کو دل کی دنیا میں کم نہ سمجھتے تھے، بھائیوں  
 کے طور پر یہ شک ان کی عزت کا خیال رکھنا اپنا فرض سمجھتے  
 تھے، راجہ صاحب سخت وجہ سے لوگوں میں خوف و ہراس  
 کا دورہ دورہ جوشہ بنا رہتا تھا، غل کے اندر وہ فی جھڑپیں  
 دے بھی ان کے مزاج سے واقف تھے، وہ تحریر کردہ طور  
 پر اپنی شمشیر آبدار کو ادھر ادھر ٹیک کر غل بھر میں اپنی  
 ادا العزیز کے جوسر رکھاتے پھرتے ہیں، دربار کے ادا گیس انہیں  
 راجہ جی، مہاراجہ صاحب کہہ کر ناکہ باندھ کر، بندگی کر کے  
 پیشانی چمکا کر، مطلب یہ کہ کسی طرح سے بھی ان کو خوش نہ  
 کر سکتے تھے، تمام لوگوں پر ان کی نظر نہایت سخت اور شدید

یہ دیکھتی تھی، انہوں نے تمام شاہی اشیاء پر قبضہ جما لیا تھا، یہ تمام اشیاء کما حقہ ہی قبضہ میں رکھنا چاہتے تھے، شرم و حیا کی ظاہر داری بھی ان کی آنکھوں سے مفقود ہی ہو رہی ہے!

ایک مرتبہ میں طرح سے بڑے راجکار یا راج چند مانگیہ کا گھڑا کمال عیاری سے اپنے قبضہ میں کر لیا، یہ دیکھ کر یو لاج ہنستے ضرور لیکن کہہ نہ سکتے، اس طرح انہوں نے اندکار، پچھلے راجکار کا فقری کمان بھی ہرواپ کر لیا لیکن اندکار نے فوراً ہٹا دیا۔

”دیکھو! جو چیز تم نے لے لی ہے، اُسے اب میں تم سے لٹاؤں نہیں چاہتا، لیکن یاد رکھو، اُسندہ اگر میری کسی چیز پر قبضہ کرنے کی فضول کوشش کی، تو میری ایسی سزا دوں گا کہ اٹھانے والے ہاتھ سے کہہ نہ آٹھا سکو گے!“

لیکن راج دھرم کی آنکھوں میں بڑے ہائیوں کی ان باتوں کا خیال ہی کب تھا، جو ان پر عمل پیرا ہوتے، کہتے ہیں، کہ لوگ اس کا اخلاق دیکھ کر پردے کے پیچھے کانوں ہی کانوں میں نہایت خاموشی سے کہا سنا کرتے تھے، کہ بیشک چھوٹے راجکار شاہی خاندان میں پیدا ہوئے ہیں، لیکن راجکاروں کی سہی ایک اوسط بات بھی ان میں دکھائی نہیں دیتی!

مہاراج امرناگیہ راج دھرم کو کچھ فریادہ پیار کرتے تھے، اس بات کا راج دھرم کو ضرور ساقا، آج تو انہوں نے باپ کے پاس جا کر عیشا خاں پر ناخوش دال کر کر دی، مہاراج نے عیشا خاں کو بلا کر کہا۔

”سپہ سالار صاحب! راج کسار اب بڑے ہو گئے ہیں، اسلئے اب ان کا جہاں تک ہر شے ادب کرنا لازمی ہے!“

بڑے عیشا خاں نے جواب دیا،

”مہاراج! انہیں میں جب آپ ہم سے فنون جنگ سیکھنے آتے تھے، تب میں آپ کا ادب کیا کرتا تھا، اس کی نسبت راج کاروں کا ادب کہہ کم نہیں کرتا!“

راج دھرم: ”میرا کہنا تو صرف اس قدر ہی ہے، کہ تم میرا نام دیکھ کر مت پکارو!“

عیشا خاں نے خودی طور پر راج کسار کی طرف سر جھکا کر کہا،

”خاموش رہو، تاحال میں مہاراج سے گفتگو کرنے میں مشغول ہوں!“

پھر وہ مہاراج کی طرف دیکھ کر بولے،

”سمان فرمائیے گا، آپ کے چھوٹے راج کسار خاندان شاہی کے قابل نہیں ہوئے، ان کے ہاتھ کی تھار شاہانہ شان

کے شایان نہیں، یہ منشی کی طرح قلم چلانے میں ہی بیادور ہو سکیں گے، دوسرا اور کوئی کام ان سے نہ ہو گا۔

اسی کو یومالچ چند مالکیہ اور اندر کسار ویاں آئے عیشا خان نے ان کی طرف دیکھ کر کہا،

”دیکھو جہانچ! یہ بھی آخر راج کساری ہیں؟“

جہانچ نے راج دھر کی طرف دیکھ کر کہا،

”راج دھر خاں صاحب کیا فرما رہے ہیں؟ تم تلوار چلا سکتے ہیں ان کا اطمینان نہیں کر سکتے؟“

راج دھر نے سنبھیدگی سے جواب دیا،

”جہانچ! آپ تیر اندازی کا اطمینان لے لیجئے، اگر میں سب پر سبقت نہ لے جاؤں، تو بچے ملک بدر کر دیجئے گا، میں خود ہی دارالسلطنت کو چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں گا۔“

جہانچ نے کہا،

”بہت اچھا! اگلے ہفتے میں امتحان ہو گا، تم میں سے جو کامیاب ہو گا، اسے میں بیروں کے دستوں والی خاص شمشیر آب دار انعام میں دے دوں گا۔“

اندر کسار تیر اندازی میں جہارت خاص رکھتے تھے، ایک مرتبہ ان کے ایک ملازم نے چھت سے ایک اشرفی چنے گرائی، وہ ابھی

دیں پر گرتے ہی نہ پائی تھی، کہ گوج کسار نے تیر مار کر اس اشرفی کو اپنے ہاتھ کے فاصلہ پر پھینک دیا، راجدھر اسے جلد کے جہانچ کی خدمت اقدس میں پیش کر بیٹھا، لیکن وہ ان

آکر ان کے دل میں ایک طرح کی زبردست ہل چل گئی تھی، یومالچ جو سب سے انہیں کوئی خاص بڑا ٹکڑا حق نہیں

تھا، کیونکہ انہی قسمت سے تیر چھوڑنا ٹھیک طور پر نہ جانتے تھے لیکن اندر کسار کے مقابلہ پر آنا ذرا بیڑھی کھیر تھی، دل ہی دل

میں سب خیالات دوڑاتے ہوئے راجدھر نے ایک عیاری کی بات طے کر لی، وہ جنس کر لوئے،

”میں تیر چلانے میں تو اندر کسار کا مقابلہ نہیں کر سکتا، لیکن میری عقل تیر سے بھی تیز ہے، میں اس کے ذریعے سے کام نشاٹا

پر عقلی نشاٹے لگانے میں کامیاب ہو سکتا ہوں؟“

کلی امتحان ہو گا، یومالچ، عیشا خاں اور اندر کسار امتحان کے لئے موزوں مقام کی دیکھ بھال کے لئے گئے تھے، راجدھر بھی ان

پہنچ کر بولا،

”بھیا! آج چھوڑنا ہے، رات کو جب شیر کو متنی ندی سے پانی لینے کیلئے آئیگا، تو کیا اس کا ٹکڑا کرنے نہ چلو گے؟“

اندر کسار نے حیرت کے چکر میں چڑھ کر کہا،

”حیرت کی بات ہے، آج راج دھر کو ٹکڑا کی شو بھی ہے

راج دھرم کے منہ سے تو ایسی بات نکلیں بھی سننے میں نہ آئی تھی۔  
عیشا خاں ہنستے ہوئے بولے،

"کیا یہ شکا سی نہیں ہیں؟ یہ گھر میں جاں پسیلہ کر شکار کیا  
کرتے ہیں، ان کا شکار کھیلنا نہایت خوفناک ہوا کرتا ہے، شاہی  
دربار میں کوئی مصیبت کا مارا ایسا نہ ہوگا، مگر ایک آدھ بار اس  
کے جاں میں نہ پھنس چکا ہو۔"

چند ماہ کیلئے دیکھا کہ راجدھرم کے دل میں اس بات سے  
خفت چھوٹ گئی ہے، وہ تڑپ کر بیل آٹھے،

"سب سالار صاحب! جیسی آپ کی بھوار تیز ہے، ویسی بات  
بھی تیز ہے، دونوں پر آپ ہی چڑھی ہوئی ہے، جس پر ٹوٹتی ہے  
اس کا دل چیر دیتی ہے۔"

راجدھرم نے ہنس کر کہا،

"بھیا! آپ میری ذات کے لئے کسی قسم کے فکر کو دل میں ہلکے  
نہ دیکھئے، خاں صاحب کی بات ہے شک چھری کی دھار کی طرح  
تیز ہے، لیکن میرے کانوں میں چڑیا کا نازک سا پر بن کر داخل  
ہو قی ہے؟"

عیشا خاں نے خورا اپنی سفید سی ڈاڑھی کو بٹکا دیتے ہوئے  
کہا،

"بھو! تھہرنا سے کان بھر، ہی کہیں! اگر ہوتے تو اتنے دھن

میں میں تھیں تیر کی طرح بنا دیتا۔

عیشا خاں کی بات سنکر اندر گار نے بڑے زور سے تہقہ لگایا  
چند ماہ کی سفیدہ انداز اختیار کر کے خاموش سے ہو رہے  
یودھج کی سفیدگی اختیار کی دیکھ کر اندر گار نے خورا اپنی ہنسی  
دکائی، اور ان کے قریب گئے، اسکے بعد نہایت نرم آواز میں  
مودبانہ درخواست کے طور پر بولے،

"بھیا! آپ کی کیا رائے ہے؟ آج رات کو آپ شکار کیلئے پہنچے  
چند ماہ کیلئے کہا،

"بھیا! ہم لوگوں کا تھہرنا سے ساتھ شکار کھیلنا بالکل فغول سی  
بات ہے، آزادانہ طور پر جب دل چاہے جا سکتے ہیں، ہماری موجودگی  
میں تھہرنا اصول بہت ہو جاتا ہے، ہم جنگل میں جا کر جس قدر دل  
چاہتا ہے، جنگلی درندوں کو مار گرتے ہو، اور ہم لوگ نقص پانوں سے  
درخشاں اور کانٹوں کی جھاڑیوں کا شکار ہی کر سکتے ہیں۔"

اندر گار کی تعریف سن کر عیشا خاں بہت خوش ہوئے، انہوں  
نے اندر گار کی پہلے شہنشاہی کرنا باض دیتے ہوئے کہا،

"یودھج ٹھیک فرما رہے ہیں، تھہرنا تھہرنا نے پر خوب چھوٹ  
کرتا ہے، تھہرنا تھہرنا میں تھہرنا سے مقابلہ پر کون نالی کا لال آ سکتا  
ہے؟"

اندر گار بولے،



"نہیں بیباہی! میں ٹٹے کی بات نہیں کرتا، آپ کو شکار کیلئے جانا ہی ہوگا، اگر آپ نہ جائینگے تو اور کون جائیگا؟"

بہاد نے کہا۔ "بہت بھڑ پھڑ چلتے ہیں یہی چلوں گا، آج راجدھر کے دل میں شکار کیلئے کی خواہش پیدا ہوئی ہے میں اسے نامید نہ کر سکوں گا۔"

"کیوں بیباہی! آپ میری خواہش پر نہ جائینگے کیا؟ چند مانگیے لے گیا۔" اسے یہ تم کیا کہہ رہے ہو، تمہارے ساتھ تو ہر روز شکار کیلئے جاتا ہوں؟

اندکسار کہنے لگا۔ "یہی وجہ ہے، میری بات اب گئی گوری سی ہو گئی ہے نا۔"

چند مانگیے نے مسخویدہ آواز میں کہا۔ "تم میری بات سے یہ مطلب لیتے ہو، اس کا بچے بیٹہ رنج ہے؟"

اندکسار نوراً مسکرا کر بولے۔ "نہیں تو بیباہی! بدلتے مت، جیسی ہنسی میں میں نے کچھ کہا، دیا ہے، میں شکار کیلئے ضرور چلوں گا۔"

"چلتے تو سہی شکار کے لئے غوری سامان درست کر لیں؟" عیشا خان نے دل ہی دل میں کہا۔

اندکسار دس تیروں کی چوٹ اپنے دل پر برداشت کر سکتا ہے، لیکن بیباہی کی ایک معمولی سی بے ادبی اس

کے لئے ناقابل برداشت ہے!

شکار جانے کے لئے جب تمام تیاریاں مکمل ہو گئیں، تب راجدھر کے پلوں اندکسار کی بیوی کلا دیوی کے کمرے میں گئے، کلا دیوی ہنسی کر بولی۔

"چوڑے راج کسار! یہ کیا آپ تو ایک بار گی اس طرح تیر کاٹ کلائے، جھکی سامان زیب تن کر کے تشریف لائے ہی کیا بچے ہی تو نشاہ بنانے کی مرضی نہیں ہے؟"

راجدھر ہی بولے۔ "نہیں بیباہی! آج ہم تینوں بھائی شکار کیلئے جائینگے، اس لئے تو یہ جھکی لباس زیب تن کیا ہے؟"

کلا دیوی نے قدرے حیرت میں آکر پوچھا۔ "تو کیا آپ بھی جائیں گے؟ آج تینوں بھائی شکار کیلئے جائینگے، یہ بات ابھی تو نہیں، یہ شست ناستا رو ہوا نا؟"

کلا دیوی کی یہ بات ہنسی میں لوٹ پوٹ سی ہو گئی، راجدھر تہہ بازی کا انداز اختیار کر کے خوب کھٹکھٹائے، لیکن کمرے کی طرف کچھ نہ۔

کلا دیوی نے کہا۔ "نہیں نہیں! ایسا ہرگز نہ ہوگا، وہ ہر روز شکار کیلئے جائینگے، اور میں یہاں تن تنہا، تحریکات میں مشغول لگا کر دوں گی؟"

راجدھر نے کہا۔ "ہم تم آج رات کو ہی شکار کے لئے جانے

والے نہیں :

کلا دیوی نے سر ہاتھ کو کہا ۔ " ایسا کبھی نہ ہو گا ، دیکھو گی کچھ وہ کیسے جانتے ہیں ؟ "

راجدھر نے کہا ۔ " بھائی ایسا کرونا پھر ، آگے تیرے کان کو چبا کر کہیں دیکھ دو ! "

کہہ کچنے لگی ۔ " کہاں چپاؤں ؟ "

راجدھر کہنے لگا ۔ " یہ بات میرے ذہن میں ، میں کہیں نہ کہیں چپا دوں گا ۔ "

کہہ دیوی نے ہنس کر کہا ۔ " بات تو بے جا نہیں خوب تلاش ہو گا ۔ "

لیکن دل ہی دل میں بول اٹھی ۔ " راجدھر کا مطلب کھانا ہے ، یہ تو بات غیر ممکن ہے ، کہ حضرت فضل میری حقیر سی ذات پر ہی احسان کرنے کیلئے تشریف لائے ہیں ۔ "

" چپا چلے ، ان کے میگزین میں ۔ "

اس قدر کہنے کے بعد کلا دیوی نے ہلکا سا جاکر میگزین کا صفحہ کھولا دیا ، لیج دھر جیسے ہی میگزین کے کمرے میں داخل ہوئے کلا نے صفحہ ۱۰ پر ہنگامہ کے بیرونی کواڑوں پر تار لگا دیا راجدھر میگزین کے کمرے میں قید ہو گئے ، کلا دیوی باہر سے ہنس کر بولی " پھر نے راج کسا ، آپ میں جاتی ہیں ۔ "

اور اسکے بعد واقعی کلا دیوی وہاں سے رخصت ہو گئیں اور اندر کد گہری شام ہوتے دیکھ کر اپنے محل میں پہنچے اور میگزین کی چابی تلاش کرنے لگے ، چابی ملنے سے وہی ، کلا دیوی ہنستے ہنستے بولیں ،

" اسے ہاں میں کہہ گئی ، آپ مجھے تلاش کر رہے ہیں ، میں نہیں کھڑی تو نہیں گئی ہوں ۔ "

شکار کا وقت نہایت برقی رفتار سے گزرتا جا رہا ہے اس بات کو دل ہی دل میں سوچ کر کلا دیوی کی بات کا جواب دیتے ہوئے اندر کد نہایت جلد تابی سے پھر چابی کی تلاش میں ، ہر تین مصروف ہو گئے ، کلا دیوی اب کی بار ان کے مقابل ہی جا کر کھڑی ہو گئیں ، اور مسکراتے ہوئے بولیں ،

آپ اس قدر تلاش سے کیوں رہے ہیں ؟ میں تو آپ کی آنکھوں کے سامنے حاضر ہوں ، لیکن پھر بھی نہ جانتے کیوں آپ پھر ہی اس طرح چاروں طرف گھوم رہے ہیں ؟ کیا میں آپ کو نظر نہیں آتی ؟

اندر کد نے قدم سے سنجیدگی سے کہا ۔

" پیارے اس وقت کسی قسم کی مداخلت نہ کرو ، میری ایک چیز ہو گئی ہے ، اس کام کی ضرورت ہے ۔ "

کلا دیوی نے ہنس کر کہا ۔ " آپ کی جو بھی چیز ہو گئی

کے۔ اچھے ہیں جانتی ہوں، مجھے معلوم ہے۔ اگر آپ سیری بات دیکھیں  
تو میں تلاش کرنے کے بعد وہ چیز آپ کے حوالہ کر دوں

اندک:۔ بھیسے۔ بہت اچھا، میں لوں گا۔ تمہاری بات  
سنی ہوئی۔

کلا دیوی:۔ کئی۔۔۔ تو سنا آج آپ شکار کیلئے  
جھاڑیوں کے۔۔۔ (خندہ اچھی چلی)

اندک:۔ بھیسے۔۔۔ یہ جگہ ہو سکتا ہے، شکار کیلئے تو  
موجود جگہاں گا۔

کلا دیوی:۔ چر توئی۔۔۔ اب چند دنوں میں ہر گھرانے کی بات ہے  
کے ایک معمولی سے اقرار۔ بدلی کاربٹ، ڈسکے۔

اندک:۔ بھیسے۔۔۔ اچھا، تم اس کیلئے غصہ کیوں کرتی ہو  
تمہاری بات ہے، میں تو شکار کیلئے نہ جاتی گا۔

کلا دیوی:۔ کیا کوئی آپ کی دوستی میں کاربٹ ہے؟  
کوہ کیا چیز ہے؟ یا تو نہیں آتی، اس وقت۔

اندک:۔ تو میں نے بہت اقدیم کے مرنے کا سہرا، آپ لوگوں  
سے لے لیا ہے۔

اندک:۔ نے شکار کر سہرا لیا۔

کلا دیوی:۔ سادہ آئیے میں دکھاتی ہوں۔

اندک:۔ کچھ کے بعد کہیں میں انہیں اس کے ہمراہ سہرا لیا۔

نہرے کا دروازہ کھل گیا۔

اندک:۔ نے دیکھا کہ راج دھرم کے وسط میں چپ چاپ  
بٹھے ہیں، ان کو اس حال میں اُداس سے بیٹھے دیکھ کر اندک:۔  
نے ہنسے اور سے تپتے پر تہمت لگایا، پھر بولے۔

یہ کیا؟ راج دھرم تبیں میگزین میں دیکھ رہا ہوں۔  
کلا دیوی:۔ یہ ہمارے بڑے بھتیجا نہیں نا۔

اندک:۔۔۔ ٹھیک کہتی ہو، یہ تمام بھتیجا روں کی نسبت  
بڑی ہیں۔

دھرم نے دل ہی دل میں کھڑی پکٹی۔۔۔ میں تم لوگوں  
کے زبان کے بھتیجا سے تو تیز نہیں ہوں، اور پھر ظاہر داری کے  
ظہر پر بولے۔

بھولی بھائی نے ہنسی سے دھرم کو دیکھ کر بولے میگزین میں بند  
کر دیا تھا۔

اندک:۔ کچھ کے بعد وہ میگزین سے باہر نکل آئے۔

اندک:۔۔۔ لیکن یہ کہہ کر تو معمولی سی ہنسی اور مذاق کے  
لے نہیں بنے۔ وہاں کا کہیں تو نہایت خوفناک بازی کیلئے دھرم  
مراپ کا آٹا اس جگہ اس کمرے میں بٹھا کچھ بڑا

راج دھرم۔۔۔ آج ذات کو شکار کیلئے جانا ہوتا، میں سنہرا  
راج کی دیکھ جہاں کی تو سب رنگ آلود پائے، کل امتحان میں آیا

ہے، اسلئے میں تمام مسئلہ کو بڑی صفائی دے آیا ہوں، انکار  
کھینچنے کے لئے ایک بھی کارگر اختیار میرے پاس نہیں تھا، یہی  
وجہ ہے کہ میں آپ کے چند اختیار جمالی سے بالکل قرض لیجئے  
چلا آیا تھا۔

”تو معلوم ہوتا ہے، کہ انتخابی جمالی نے تمہیں یہ تمام  
میگزین قرض دے دیا ہے؟“

”مستند کہنے کے بعد اندر گدا پر قبضہ لگا کر لوئے،  
”تو سر دست باہر کیوں نکلی آئے ہو؟ اب قرض لیجئے کی ضرورت  
کیا ختم ہو گئی، ایک مرتبہ پھر میگزین میں چلنا۔ وہ پھر چلے،  
راج مصروفیت دل ہی دل میں کیا کہ بطور اجل نہیں کر گیا،  
”جسٹو و غریب ہنسنا، میں بھی اس قماربازی کی جتنی پر قبضہ  
ہند کر دیں گا، لیکن ابھی نہیں چلایا، دیکھا آج غصہ رکھتے نہ ہوا تھا،  
”گلابو طور پر اس قدر کہنے کے بعد ماہر دست دہان سے چلے گئے  
تب کہ دیوی نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے اندر کمرے کہا۔  
”پیارے! آپ شکار کھیلنے جا رہے ہیں، اپنا حق واپس لیا۔“  
”اچھا، ابکہ اندر کمرے کہیں یہ تیر چڑھا یا، اور کسان آہستہ  
سے کھلا دیوی کی طرف ہنسنا، تیر کھلا دیوی کے پاؤں کے قریب  
جا گیا، کمرے کہا،  
”ارے یہاں نہ چھوگ، اب میں آج شکار کھیلنے نہ جاؤں گا۔“

صوفیوں میں جوں آپ صوفیہ کا شکار  
سے شکار کھیلنے جا رہے؟

”اس شکار کے نہ ہونے میری کان کر رہے ہیں چھبک کر وہ باہر  
چلائے، اور پھر لوہے راج کے پاس آکر لوئے،  
”یہ آج شکار کھیلنے گئے تھے، کہ موقعہ نہ مل سکا،  
”چند ماہ کی سسکا کر لوئے،  
”بچے بیٹری سے معلوم ہے۔“

————— (۱۲) —————

”آج انہوں نے دس دنوں کے بعد ہی میں سے باہر آکر، کہ وہ دی  
چلے، ”تو سر دست باہر کیوں نکلی آئے ہو؟ اب قرض لیجئے کی ضرورت  
کیا ختم ہو گئی، ایک مرتبہ پھر میگزین میں چلنا۔ وہ پھر چلے،  
راج مصروفیت دل ہی دل میں کیا کہ بطور اجل نہیں کر گیا،  
”جسٹو و غریب ہنسنا، میں بھی اس قماربازی کی جتنی پر قبضہ  
ہند کر دیں گا، لیکن ابھی نہیں چلایا، دیکھا آج غصہ رکھتے نہ ہوا تھا،  
”گلابو طور پر اس قدر کہنے کے بعد ماہر دست دہان سے چلے گئے  
تب کہ دیوی نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے اندر کمرے کہا۔  
”پیارے! آپ شکار کھیلنے جا رہے ہیں، اپنا حق واپس لیا۔“  
”اچھا، ابکہ اندر کمرے کہیں یہ تیر چڑھا یا، اور کسان آہستہ  
سے کھلا دیوی کی طرف ہنسنا، تیر کھلا دیوی کے پاؤں کے قریب  
جا گیا، کمرے کہا،  
”ارے یہاں نہ چھوگ، اب میں آج شکار کھیلنے نہ جاؤں گا۔“

بمقدار چار سا ہو کہ درخت کی موٹی سی شاخ کو چھبھڑنے لگا اور وہ شہرانی لڑکا بندہ کی طرح ایک ڈالی سے دوسری ڈالی پر تاج رہا ہے۔

اُس بچے کی طرح پھر بڑے افسان کو نمونہ مذاق بنا کر اس کا عقد اندہ بنی پلید ہو تا دیکھ کر لوگوں میں قہقہہ بازی کا ایک مسلسل تار سا بندو گیا۔

ایک گوند بنی کی ہڈیاں میں وہی سے کرچہ جا رہا تھا جب اُس سے درخت کے بے لوگوں کا انہرہ کثیر دیکھا تو اس نے دیکھنے کے لئے وہی دھڑکے اسی انداز میں اس نے دیکھا۔ اور سر سے ہڈیاں غائب۔ ہڈیاں جھٹم زدن میں آفتوں پر چھاتی پڑتی تھیں۔ پہنچ گئی۔ وہی دھڑکے لڑکا

اور ہے۔

نگاہ حیرت سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔

ایک شخص ہوا۔ یہاں اتم تو وہی کے ساتھ بیٹھ ہی ہضم کر گئے۔ ذرا سا نقصان میں نہ ہونے دیا تم سنا یا۔ کمال کیا۔

سب چارہ گوالہ دل کی دنیا میں صبر کی سنسنائی پھیلا کر چل نکلا۔ دیکھتے ہیں سوچتا جاتا تھا چلو سے

جان بچی لاکھوں پائے  
بھڑیا چھوڑ گھر کو آئے

ہر سونالی پر گاؤں بھر کے لوگ تاراض تھے، اُسے بیڑ میں دیکھ کر گاؤں کا گاؤں اُس پر آواز سے کہنے لگا۔ وہ جتنا زیادہ تھلنے لگا۔ تنگ کرتے والوں کی تعداد اتنی ہی زیادہ بڑھتی گئی۔ اُسی قدر آواز سننے والوں میں وحشی پن داخل ہوتا گیا جھوٹ پر جھوٹ پڑتی رہی۔ پھر ہر طرف سے تالیاں گونج اُٹھیں چہرہ اور آنکھیں خون کیوتر ہو گئیں۔ پسینہ پینے لگا۔ خیر مجھے بھی بن پڑا وہ لوگوں کی اس بے غلام بیڑ سے اشل نکل کر اُنہیں کوستا بھاٹا تاشہ دیکھنے کے اپنے گھر کو لوٹ آیا اس کا دل بھی گواہ کی بات کہہ رہا تھا ہے

جان بچی لاکھوں پائے  
تھلا کر گھر کو آئے

لوگوں کے جھوم میں جابجا نئے نئے خود سالی بنے جو اپنے بڑھوں کے کندھوں پر سوار ہو کر تاشہ دیکھنے آئے تھے۔ وہ تھنہ بسور کر روٹنے لگے۔ ہر مقام پر ہر طرح کا شور و سر ہو رہا تھا۔ اسی اُشار میں تیر اندازی کے امتحان میں شروع کے بابے نکلے

گئے، بچے کے ننگے شکلات نعروں نے بلا کی گونج  
 پیدا کر دی، اب شور و شر مفقود ہو گیا، محض نئے  
 نئے خور و سال نہ کہیں کہیں دوستے منہ بصورت نظر آئے  
 مالکوں کی رفاقت میں آئے دوسرے کتے آسمان کی طرف توجہ تھی  
 اپنی کر بھونکنے لگے، چند چالاک کوسے دور فاصلہ پر ٹپکے جڑے  
 درختوں پر بیٹھ کر کہیں دائیں اور کہیں بائیں طرف چمچے بلا  
 بنا کر اس الجھم کے جمع ہونے کی وجہ پر غور و خوض کرنے  
 لگے، اور ہر خوف کی کوئی وجہ نہ دیکھ کر وہ بے خوف ہو کر  
 لائیں کاٹیں کرنے لگے۔

سچ سچ سے آفتاب کی روشنی شعاعوں سے چمکنے ہوئے  
 سنہری تخت پر بہا راج رونق افروز ہوئے، ملایکہ گار اپنے  
 انھن میں تیر کمانے کے حاضر ہوئے، بہا راج کی طرح آنکھ  
 ساتھ آئے ہوئے ارکان شاہی و دیگر جملہ ان کے پیچھے درجہ  
 بدرجہ نشستوں پر بیٹھ کر امتحان کے اس منظر کا انتظار کرنے  
 لگے، جیسے وہ چننا تھاٹے کھڑا ہے،

رنگ تریوں کے گیت گار ہے ہیں، ٹوہول بجا لے واہ  
 ذوق شوق سے ناچ ناچ کر سر جاتا ہوا زور شور سے ٹوہول  
 پہنچنے میں مشغول ہے، ہر طرف بل بل سی لے گئی، جب امتحان

کی گھڑیاں نزدیک آئیں، تب عیسا خان نے راجھا یوں کو  
 تیار ہونے کے لئے تنبیہ کر دی:  
 اندر کار سے یومراج سے کہا۔

"بھائی صاحب! آج آپ کو ضرور فریج یا ب ہونا ہوگا، اگر  
 شکست ہو گئی تو ٹھیک نہ ہوگا،  
 یومراج نے ہنس کر جواب دیا،

"ٹھیک ہو یا نہ ہو میرے تیر کا نشانہ چوک جاتے سے دنیا  
 کا کام جس چال سے چلتا ہے چلتا جائے گا، کس کے گا تو مٹا ہی  
 نہیں کرے اگر ننگ بھی جاتے تو میرے چمکنے کا کوئی امکان نہیں"  
 اندر کار نے زرا سنجیدہ لہجہ اختیار کر کے کہا،

"بھائی صاحب! اگر آپ نشانہ نہ لگاؤ، رگے تو میں دیدہ  
 دانستہ نشانے سے چمک جاؤں گا۔  
 یومراج نے اندر کار کا اٹھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"تم یہ کیسا کہتے ہو: بچپن کی باتیں نہ کرو، اپنے اُستاد  
 کے نام پر سیما، وجہ مت دگا،  
 راج دھر رنگین و آداں کھڑے نہیں، ان کے حق میں  
 لائے محسوس ہو رہے ہیں،

عیسا خان نے یومراج سے کہا،  
 "وقت ہو گیا،"

دوسو ہاتھ لگے غلام پر چھ ستونوں کو ایک مٹات بائدہ کر آویں  
 کر دیا گیا ان کے عین درمیان مرکز میں ایک پتہ  
 آنکھ کی صورت میں لگا دیا گیا اس پتے کے عین درمیان  
 ٹھیک آنکھ کی پتلی کی طرح ایک سیارہ مارا لگا دیا گیا  
 وہی مارا نشانہ کا خاص مقام ہے

تاکر چ نصف ساحلہ باند سے میدان میں کھڑے ہیں  
 جس طرف نشانے کے ستون کھڑے ہیں اور کسی کو پہنچنے  
 نہ دیا گیا اور آمدورفت کی ممانعت کر دی گئی

یہ حالت نے کسان پر بھرپور سایا نشانہ درست کیا اور  
 پر بھرتی سے تیر چھوڑ دیا تیر نشانے سے دوا کو پر بھوک  
 کو تھک گیا عین اخص کے چہرے پر ہزیمیاں سی آؤ رنے  
 لگیں جوڑے سرشار کے منہ پر جوحن لگے لیکن وہ خاموش  
 رہا

اندکھارے نے فکرمس کرتے ہوئے مطر کا چہرہ دیا  
 گویا باندہ بھائی ملے آتے مقررہ دینے کے لئے دیدہ وائل نشانہ  
 چھوڑا بس آخو اس نے کسان جاتے ہوئے عیشا خان سے کہا  
 "جانی صاحب! اگر خیال سے کام کریں تو بہت کمہ کر سکتے  
 ہیں لیکن کسی کام میں ہی نہیں لگاتے"

عیشا خان غصے میں بھر کر بولے

"تمہارے بھائی صاحب کی عقل اور تو سب جگہ چلتی ہے  
 لیکن صرف تیر کے آگے ہی ماند پڑ جاتی ہے اس کی وجہ صرف  
 یہی ہے کہ آگ کی عقل تیر کی طرح تیز نہیں"

اندکھارہ کو عیشا خان کی بات بہت تری مسوس ہوئی  
 عیشا خان اندکھارہ کے چہرے کی حالت دیکھ کر وہاں سے جھک  
 گیا اور ماجد کے قریب جا کر بولا

"اب تم نشانہ لگاؤ"

راج دھڑلے دل میں ذرا غوش ہو کر کہا  
 "مہینے بونی صاحب سے جا کر کہے گا پہلے ان کو تو لگا لینے  
 دینگے جلدی کیا پڑی ہے"

عیشا خان سپر سالار نے پگڑا کر کہا  
 "نی الحال سوال جواب کرنے کا وقت نہیں جو میں کہتا  
 ہوں وہی کرو"

راج دھڑکی آنکھیں نمون کھوتر ہو گئیں لیکن وہ خاموش  
 رہا اس سے تیر کسان آٹھا لیا اور نشانہ درست کرنے کے بعد  
 تیر چھوڑا تیر زمین میں پیوست ہو گیا اور چھوٹا ٹک نہ

یو راج نے راج دھڑ سے کہا

"تمہارا تیر نشانے کے بہت قریب پہنچ چکا تھا اور بھول گیا"

راج دھرم کے کمال منائی سے جواب دیا

"نشانی پر کمر بڑا ہے ، دور سے صحت صاف دکھائی نہیں دیتا"

یوراج :- "نہیں راجدھرم! تمہیں انکھوں کا ملاحظہ لگا ہے ، نشانی پر نہیں پڑا"

راج دھرم :- "زور پڑا ہے ، قریب جا کر دیکھنے سے سب کچھ معلوم ہو جائے گا"

اس بات کو سن کر یوراج خاموش ہو رہے ،

ہیشا خاں کا حکم پا کر اندکسار نے یکدم ناراضی انداز میں گمان آٹھانی ، یوراج نے اندکسار کو گمان آٹھانی کے

کو قریب پہنچتے ہوئے نہایت دہشتی آواز میں کہا

"دیکھو بھائی! میں مجبور ہوں کہ پر غصہ کرنے میں میری بے عزتی کرنا ، ان آٹھانی کی بات ہے ، مگر آج تم نشانی دکھاؤ گے

تو تمہارا یہ جولا بڑا تیر میرے کچے ہیں انکھوں پر ست ہو گا ، میں تمہیں سچ کہہ رہا ہوں"

اندکسار نے اپنے بھائی کی خاک پا کر پشیمانی پر لگائی اور کہا "بھائی صاحب! آپ کی دعا سے آج میں ضرور نشانی دکھاؤں گا

آپ کسی قسم کا شک و شبہ کو دل میں بلکہ نہ دیں"

اندکسار کا تیر میں نشانی پر پڑا ، ہلے بچنے لگے ، ہر طرف بچنے کی فوج دوسرے کے غصے کو بچنے لگے ، یوراج نے فرط انجسار سے اندکسار کو اپنے بازوؤں میں کس لیا ، اندکسار کی انکھوں میں

خوشی کے آنسو آئند آئے ، ہیشا خاں نے بار بار اڑھ ہو کر کہا "گدا! خدا کے فضل سے تمہاری عمر ہزار سال کی ہو؟"

یہ جہاز ، اندکسار کو رخ کا انعام دیتے لگے ، تو راجدھرم قریب جا کر بولا

"بھائی راج! آپ کو ملاحظہ لگائے ، میری تیر نشانی پر پڑا ہے ، جہاز :- "ایسا پرکھ نہیں ہو سکتا"

راج دھرم :- "بھائی راج! اگر میری بات کا یقین نہیں ، تو زرا نشانی کے قریب پہنچ کر ملاحظہ فرمائیں"

اسی لمحے میں سب نشانی کے قریب جا کھڑے ہوئے ، راجدھرم نے دیکھا ، اس نے تیر میں پڑنا ، اس کے چل پر اندکسار کے نام لگنے

لگے ، وہ خود نشانی کے خاص مقام میں پہنچا ، اس کے چل پر اندکسار کے نام لگندہ ہے

راج دھرم :- "بھائی راج! اب خود فرمائیے"

یہ سب سچا تھا ، اندکسار نے اپنی تیر میں دیکھی ، وہ فرما دیا "یہاں پرکھ لیں ، انکھوں پرکھ لیں ، وہ فرما دیا

کے پاس اپنے اپنے فراموشی کے رنگ فرط حیرت پر ایک دوسرے



کاٹ دیکھنے لگے۔

عیشا خاں سے پورا اتفاق لیا جاوے۔

راج دھرم نے نہایت مہربانانہ انداز میں کہا۔

”میں بار بار اتفاق دینا نہیں چاہتا، اس طرح سے بے یقینی کرنا سخت ناہنجار ہے۔ مجھے انعام لینے کی کوئی خاص ضرورت نہیں، صیغہ بھائی صاحب کو ہی انعام سے سرفراز کروا دیا جائے۔“  
صیغہ بھائی نے کہنے کے بعد اس نے انعام کی تلووار اندر کمر کے ہاتھ میں جھپٹ لی۔

اندکارسے شرمندگی کے جوش میں کہا۔

”جنت ہے اور جہنم میں تبار سے ہاتھوں انعام ہوں، نہیں اسے تم ہی سنبھالو۔“

صیغہ بھائی نے بعد اندکارسے تلووار اٹھا کر راج دھرم کے ہاتھ میں پیش کر دی۔ راج دھرم نے جھپٹ لیا اور تلووار اٹھائی۔

راج دھرم نے ہاتھوں سے تلووار اندکارسے روٹی ہوئی آواز میں کہا۔

”بھابھاجی! اندکارسے کے مابین میں ایک چھوٹے رانی ہے جو اس جگہ میں جاکر انعام لے کر آئے گی۔ یہ ایک جگہ میں جاتے ہی اجازت فرمائی۔“

اندکارسے کا ہاتھ عیشا خاں سے پکڑ کر سخت لہجہ میں کہا۔

”تم نے بھابھاجی کی جگہ عزتی کی ہے، ان کی دی ہوئی تلووار کو دھرم بھینکا ہے، تم سزا کے مستحق ہو۔“

عیشا خاں کی گرفت سے اندکارسے اپنا ہاتھ بزدل جھڑک کر کہا۔  
”بھو! بھڑکتا ہے، مجھے مت چھو۔“

بڑے عیشا خاں یکبارگی دھکی ہو کر پھلنے ہوئے ہوئے،  
”گندہ صاحب! کیا، بھو سے اس طرح کا سلوک، کیا تم آج جاٹ سے بہت باہر ہو گئے ہو؟“

اندکارسے آبدیدہ ہو کر زور زور سے جواب دیا،  
”سپ سالہ! بچے سمان لڑائی کا، آج میں واقعی ہی جاٹ سے بہت باہر ہو گیا ہوں۔“

راج دھرم نے محبت کے انداز میں کہا،  
”بھائی! اس طرح بے چین ہونے کی ضرورت نہیں، اگر کو چیلو آرام کرو۔“

اندکارسے بھابھاجی کے ہاتھوں کو چھو کر کہا،  
”بھابھاجی! میری گستاخی سنا کر فرمائیں،  
اور راج دھرم سے بھولے،“

”بھائی صاحب، واقعی ہی آج مجھے شکست ہوئی ہے۔  
راج دھرم نے کس طرح حاصل کی؟ یہ کسی کو معلوم نہ ہو سکا۔“

راج دھرم سنگھ انتھانی سے ایک روز پیشتر ہی گھاؤ دھیری کی  
 عدوت اندکسار کے اسلوخان میں داخل ہو کر اُس کے  
 ترکش سے اس کے نام کا تیر اپنے ترکش میں داخل کر لیا تھا  
 اور اپنے نام کا تیر اندکسار کے ترکش میں اس طرح سے رکھ دیا  
 تھا کہ سب سے پیشتر وہی تیر اندکسار کے ہاتھ لگے، راج دھرم  
 نے جو بات اپنے دل میں لے کر رکھی تھی، وہی ہوئی، اندکسار  
 نے اتفاقاً طور پر رات دھرم کے رکے ہوئے تیر کو ترکش سے کھینچ  
 چلا، پر پڑھایا، اور چھوڑ دیا، یہی وجہ تھی کہ راج دھرم کی بات  
 درست نکلی۔

جب اندکسار کا دل ذرا اطمینان سے سوچنے کے قابل  
 ہوا تب راجدھرم کی چال کی غیاں ہو گئی، لیکن چال کی کے بلے  
 گمار باکل خاموش رہا، کسی سے ذکر تک نہ کیا، ہاں یہ بات  
 ضرور ہوئی کہ راجدھرم کے لئے اُن کے دل میں عزت کا مادہ  
 بہت کم ہو گیا، مہاراج کے پاس جا کر اندکسار بار بار دھرم  
 کے لئے نکلا۔

”اب ارکان کے راجہ سے جنگ کرنے کے لئے مجھے روانہ  
 کر دیکھو مہاراج؟“  
 مہاراج کوئی جواب نہ دے کر اس بات پر منہ نہ کر کے  
 گئے۔

یہ اس زمانے کی بات ہے، جب کہ ترپورہ آزاد تھا،  
 ورچہ گاؤں ترپورہ کے ماتحت تھا، اب تین سو سال  
 کے ہوئے، ارکان کی سرحدیں گاؤں کے بالکل قریب  
 تھیں، یہی وجہ تھی کہ ارکان کے راجے نہیں بھی چلا گاؤں  
 پر فوج بھی کر دیتے تھے، ارکان اور ترپورہ کی دشمنی  
 اب سب سے بڑی وجہ رہی ہے، امرتسار کا ارکان کے  
 راجے کے ساتھ اسی قسم کا بھگنا چل رہا ہے، اندکسار  
 نے بالکل جنگ چھڑانے کا قصد کیا، دیکھ کر جنگ میں  
 شمولیت کا ارادہ ظاہر کیا تھا، مہاراج نے کافی سے نچوڑ  
 کر، دھرم کے ہمد آؤں پر ہی مائے ظہر کی، اور تھوڑے  
 دنوں کو ہی جیل کر جنگ میں شمولیت کی اجازت  
 دے دی۔

بندہ ہر روز فوج ان کے ہم کاب سردی، تین بھائی  
 پانچ پانچ ہزار فوج کا ہتھیار اپنی اپنی گتوں میں سے کر  
 چلا گاؤں کی طرف بڑھتا، عورتوں میں سے، اعظم کی بیٹی  
 شبنم کے ہمراہ ہوئے۔

ارکان ہوائی ندی کے مغربی سرے میں یہ فوج لے کر  
 گئے، ارکان کی تعداد فوج ندی کے اُس پار اور اس طرف  
 کے راجہ کے راجہ اس میں اتنا تعداد سپاہ اپنے

۳۴  
 ہمراہ ملے ندی کے اُس پار چلے گئے پڑے نہیں، اُن کی  
 بائیں ہزار فوج مرے مارنے کے لئے بالکل تیار ندی کے  
 مغربی ساحل پر ڈیرہ ڈالے ہوئے حملہ کی انتظار میں  
 بے چین تھے۔

میدان جنگ کو ہستانی زمین پر واقع رہے، مقابل کے  
 دونوں پہاڑوں پر ہر دو طرف کی فوجیں تیار کھڑی ہیں مگر  
 دونوں فوجیں ایک پار کی حملہ آور ہوں، ان دو درمیانی حصہ میں  
 ٹھہر بیڑ ہونے کا خطرہ لاحق ہے، پہاڑ کے چاروں طرف  
 ہڑا، آگولے، سداچلو اور کنبیار کے پودوں کا گتہ جنگل ہے،  
 پہاڑ کے قریب جو آبادی ہے، اس کے مکان خالی پڑے ہیں  
 وہاں کے لوگ گھر، کھیت، باغیچے چھوڑ کر بھاگ نکلے ہیں،

دونوں طرف کی فوج ایک پہلو سے حملہ کرنے کے لئے  
 سوچ رہی ہے، اندرکار جنگ کرنے کے لئے ہے جہن جوڑا  
 ہے، لیکن یو راج کی قوت ہے کہ پہلے دشمن کی فوج حملہ آور  
 ہو، یہی وجہ اُنکے انتظار کی ہے، دوسری طرف ارکان کی  
 فوج اپنی جگہ سے حرکت کرنا نہیں چاہتی، نہایت خاموشی  
 سے ساکن بیٹھی ہے، آخر کار اندرکار نے ہی دشمن کی فوج  
 پر حملہ کرنے کی تجویز دے رکھی تھی،

تمام فوجی حملہ میں کام آئے مالا سامان درست کرنے لگے

راج دھرم پورے، ہائی صاحب! آپ دونوں بھائی  
 دس ہزار فوج لے کر حملہ کرنے جائیں، اور پانچ ہزار فوج  
 میری کمان میں رہتے ہیں، اوقات ضرورت کام آئے گی۔  
 اندرکار نے ہنسی کر کہا۔۔۔ میں جو گیا، راج دھرم  
 لوگوں سے الگ رہنا چاہتے ہیں و

یو راج۔۔۔ نہیں، تمہارا یہ خیالی ٹھیک نہیں، راجدھرم  
 ٹھیک کہہ رہا ہے، حیثیتاں نے ہی راج دھرم کی اس تجویز کو  
 تسلیم کر لیا،

یو راج اور اندرکار نے دس ہزار فوج کو پانچ حصوں  
 میں تقسیم کرنے کے بعد دو دو ہزار کا دستہ بنا لیا، تجویز ملے  
 پانی کی ایک باریکی پانچ طرف سے پانچ دستوں کا غوری حملہ  
 دشمن کی فوج پر کر دیا جائے، تاکہ دشمن کی فوج منتشر ہو جائے  
 سب سے آگے حیراندار، اُن کے پیچھے شمشیر باز، برہمچوں والے  
 پھر پھیل اور پھر میں سوار سپاہی چلیں،

ارکان کی فوج ایک تاریک ترین جنگل میں مورچے ڈالے  
 پانی تھیں، پھیل، ان کے محکمے میں کوئی تنقید نہ نکلا، ترپور کی فوج  
 دشمنوں کو پیچھے نہ بٹا سکی،

دوسرے دن کی جنگ کا نتیجہ اسی کی نہ نکلا، جب فصاحت

شب غوری اور دونوں طرف کی فوجیں آرام کر رہی تھیں

اور ان کے خیموں میں کہہ کہ آگ نہل رہی تھی جب اور جھٹلنے  
 کے جھٹلے گیلڈ میدان جنگ میں ہاتھ پاؤں کٹی لاشوں پر زور  
 زور کر چنچ رہے تھے، بس ٹھیک اس وقت دو میل کے فاصلہ  
 پر کہن پھوٹی ندی کے بہاؤ پر کشتیوں کو پل کی صورت  
 میں باندھتے ہوئے راجدھراپتی پانچ ہزار فوج کے ساتھ  
 کسان کی صورت میں جدوجہد میں گرم غسل تھے،  
 ایک مشعل بھی ساتھ نہ تھی، بہر حال سب کام خاموشی سے  
 طے پا رہا تھا، جب کشتیوں کا پل تیار ہو گیا، تب راج  
 دھرا خاموشی سے اپنی فوج سمیت اس پل سے گزر کر پار  
 چلے گئے،

سہا ی تھا، کشتی کے نیچے جس طرح پانی کا بہاؤ  
 بیتا ہے، اسی طرح کشتیوں پر انسان کا دیا نہایت  
 خاموشی سے آگے بہ رہا ہے، ندی میں طوفان اُٹھنا ہوا  
 ہے، اور یہی وجہ ہے، کہ فوجی لوگ نہایت مصیبت کی  
 حالت میں پل کو عبور کر رہے ہیں،

راج دھر کو سالار احکام عیشا خاں کی ہدایت تھی کہ  
 آدھی رات وہ نہایت خاموشی سے ندی کو پار کر کے دشمن  
 کے قریب ہی جھل میں چھپ رہے، یوں راج اور اندکسار  
 صبح سویرے فوج پر مقابل کی سمت سے حملہ آور ہوں

کے جب دشمن کی فوج لڑنے لگا تو شک جاتے گی، تب  
 اشارہ پا کر راج دھر یکبارگی تھکی ہوئی سپاہ پر ٹوٹ  
 پڑا، یہی وجہ تھی، کہ اس تعداد کشتیوں کا انتظام  
 کیا گیا تھا، لیکن راج دھر کو عیشا خاں کی ہدایت پر عمل  
 کرنا تک گوارا تھا، وہ اپنی فوج لے کر ندی پار اُتر آیا،  
 اس نے جو اپنے دل میں نشان رکھی ہے، اُسے سب پر  
 عیاں نہیں کرنا چاہتا، وہ اپنی فوج کو ساتھ لے کر  
 اداکن کے راج کے نیچے کی طرف دبے پاؤں چلا، چاروں  
 طرف پہاڑ ہیں، درمیان میں پہاڑی زمین ہے، اس  
 کو ہستانی خطہ پر شاہی غیر نصب ہے، نیچے میں تمام  
 لوگ بے خوف ہو کر دنیا مانیہا سے بہ خیر سو رہے ہیں  
 خیموں کے قریب جا رہا آگ جل رہی ہے، اُس آگ  
 کی ہی روشنی دیکھ کر دور سے نیچے کی موجودگی کا اندازہ  
 ہوتا ہے،

پہاڑ پر گنا جھل ہے، اس جھل سے راج دھر کی فوج  
 کھل ہو شیارہ اور خاموشی سے پہاڑ کی دوسری طرف  
 اُترنے لگی، بارش کا پانی جس طرح پہاڑ پر سے پل پل  
 کر نیچے اُترنے لگتا ہے، ویسے ہی یہ مصالح فوج اس تاریک  
 قریب رات میں اسی طرح نیچے اُترنے لگی، جب تمام

سپاہ نہایت خاموشی سے بچے اتر آئی، تب وہ دے  
 پاؤں نیچے کی طرف بڑھی، حج کے قریب پہنچ کر پانچ  
 ہزار کا یہ فوجی دستہ یک بارگی گریخ اٹھا، اور ایسا  
 معلوم ہوا، گویا گریخ کی صدائے بارے کا حصول یہاں  
 ہوٹ گیا ہے، نیچے میں جو لوگ سو رہے تھے ایک بارگی  
 جو بکٹے ہوئے، بانی ہیں؟ کہتے ہوئے باہر نکل پڑے  
 کسی نے اس حملہ کو تاحال بعد خوابی ہی تصور کیا، اور  
 کسی نے بھوت پریت کی بیا کھی، اور کوئی حیران پریشان  
 ہو کر خاموشی سے بت کا مت بنارہ گیا، اس کی کہ میں  
 میں خاک نہ آیا

راجہ کو نہایت آسانی سے گرفتار کر لیا گیا، راجہ نے  
 کہا،

”مجھے قید کر سنا یا نہ تیج کر دینے سے جنگ، ہرگز بند  
 ہوگا، میرے بعد اراکین سلطنت، فوراً میرے بھائی کو راجہ  
 بنا دیں گے، لڑائی جس طرح اب جاری ہے، ویسے پھر بھی  
 کچھ کی، بلکہ میں شکست تسلیم کر کے معاہدہ تحریر کئے دیتا  
 ہوں، آپ مجھے آزاد کر دیں“

راجہ دھرم پتی توڑی چا ہتا تھا، ارکان کے سالار

نے شکست تسلیم کرتے ہوئے معاہدہ تحریر کر دیا، ایک  
 ہفتی دانت کا پیش قوت، ٹکٹ، پانچ سو سنی پوری گھوڑے  
 اور تین ہلے ہفتی ہلے تھنہ نظر کے، اسی دوران میں صبح  
 ہو گئی، آفتاب طلوع ہو گیا، تاریک رات میں جو لوگ  
 بھوت پریت کی بیا کہہ کر ان سے خاموش بیٹھ رہے تھے  
 انہیں اب پتہ چلا کہ یہ بھوت پریت کی بیبا نہیں  
 انسانوں کی کارگزاری ہے، ارکان کی تمام سپاہ اپنی جگہ  
 عزتی پر تاس کر رہے تھے، ہر طرف ہلے ہلے آہٹیں پیدا  
 آفتاب کی شعاعوں میں فصل نے کر شکست خورہ سپاہ  
 کی طرف خاموشی سے تاک رہے تھے،

راجہ دھرم پتی ارکان کے راجہ سے کہا،

”آپ دیر نہ کرو، فوری طور پر جنگ ختم کر دینے کا  
 ایک حکم نامہ اپنے سپہ سالار کے نام روانہ کر دو، ہندی  
 کے اس بادشاہ پوری کی فوج کے ساتھ خوت ناک جنگ  
 ہو رہی ہے“

ارکان کے راجہ نے فوراً جنگ بند کر دینے کے لئے  
 ایک حکم نامہ تحریر کر کے شاہی سفیر کے ذریعہ سپہ سالار  
 کو ارسال کر دیا، اس سفیر کے ہمراہ چند فوجی سوار

سچ فوج کے تڑکے جب کہ ابھی پورے طور پر اُجھلا  
 بھی نہ پڑا تھا، یو راج اور اندر کساد فوج کو دو حصوں میں  
 تقسیم کر کے مشرق اور مغرب کے دشمن پر حملہ کرنے  
 چلے، فوج کی تعداد کم دیکھ کر روپ نارائن ہزاروی  
 کہنے لگے،

”اگر پانچ ہزار فوج اور ساتھ ہوتی تو چند سے نکل  
 نہ جوتا۔“

اندر کساد ترقہ پوری (شہابی) کی کڑپا ہوئی، تو اتنی  
 فوج سے ہی فتح حاصل کروں گا، اور اگر اپنی کڑپا نہ ہوگی  
 تو ہم لوگ ضرور نصیب سے دو چار ہوں گے، ترقہ پوری کے  
 بہادر جیتنے کم ہوویں، اتنا ہی بہتر ہے، شہابی کی مہربانی سے  
 آج ہم لوگ ضرور فتح حاصل کریں گے۔

اس قدر کہنے کے بعد اندر کساد ہر بہرہ بلیم کے فسرے  
 لگاتے ہوئے گدڑے پر سوار ہو کر دشمن کی فوج پر حملہ  
 کرنے چلے، ان کے دل کا خوری جوش فوج میں چاروں  
 طرف پھیل گیا، موہم گرما میں ہوا کا سسپا راپا کر گھر کے

پھر پر بھی آگ برہتی ہے، ویسے ہی فوج میں بھی قوت  
 ادا کی پا کر آگے آگے بڑھنے لگے، اس کی تیز رفتاری کو  
 کوئی بھی نہ روک سکا، دشمنوں کا خوری سوری ٹوٹ گیا  
 دونوں طرف کی سپاہ ٹکرا گئی، فوجیں ہتھیاروں اور  
 ہتھکڑوں سے برسرِ پیکار ہو گئے، انسانوں کے جھانی اعضاء  
 کٹ کٹ کر دھاتوں کی طرح لڑائی کے کھیت میں گرے  
 لگے۔

اندر کساد کا گھوڑا لنگڑا ہو کر زمین پر گر پڑا، اس کے  
 ساتھ اندر کساد، جو گر پڑے، اس طرف شدہ جا چکے، ایک  
 دو مارے لگے، لیکن اندر کساد نے فوراً دشمن کے ایک  
 انسر کو سرچے سے ہلاک کر کے گھوڑے سے نیچے گرا دیا، اور  
 برق رفتاری سے گھوڑے کی پشت پر سوار ہو گئے،  
 رکاب میں پاؤں اٹھاتے اور کھڑے ہو کر آت ب کی شاخوں  
 میں خون سے بھیگی ہوئی اپنی مشمشیر آجدار سرت بلند کی  
 پھر زور سے گرج کر بولے،

”بہرہ بلیم بلیم“

جنگ کی آگ، دھواں بڑا ک اٹھی، اندر کساد کی  
 ہوشیاری، بہادری اور حوصلہ دیکھ کر بائیں طرف کی

دشمن سپاہ کو آہن پر حملہ کرنے کی ہجرات نہ ہوتی بلکہ  
 باہر نکل کر یومراج کی فوج پر ٹوٹ پڑی، یومراج کی فوج  
 کو اس طرح ایک بارگی اپنے پر حملہ ہونے کا ارکان نہ  
 تھا، اس لئے اس دشمن سپاہ کے مقابل میں یومراج  
 کی فوج گھڑی بھر کے لئے بھی نہ ٹھہر سکی، اور ان میں بلا  
 کا سا انتشار پیدا ہو گیا، کسی کو کسی طرف جانے کی  
 ہوش نہ رہی، اپنے سوار افسروں سے اپنی ہی پیدل سپاہ  
 لکھی جاتے لگی،

یومراج اور عیشا خاں نے فوج کو روک رکھنے کی  
 کوشش کی، لیکن کسی طرح سے کامیابی حاصل نہ  
 ہوئی، عربیہ ہی کہیں راج مصر کی فوج پہنچے ہوگی، اس  
 خیال سے عیشا خاں نے بار بار اشارے کا خفیہ بھیج  
 بھیجا یا، لیکن راج مصر کی فوج کے آنے کا کوئی آثار دکھائی  
 نہ دیا،

عیشا خاں نے غصہ کی حالت میں کہا،

”اس کو جانا ہے قاتل و سب، وہ گیدڑوں کی طرح دیں  
 کے آجائے میں باہر نہ نکلتا گا۔“  
 آخر کار سپہ سالار عیشا خاں دل بھی سے کمال بہادری

۴۳  
 سے لڑنے میں مصروف ہو گئے، چاروں طرف سے جس قدر  
 موت آن کو گزرتی ہیں لینے لگی، اسی زور سے جہانی  
 کا جوش بولے تن میں بڑھنے لگا،

اندر کسار نے دشمن کی فوج کے ایک دستہ پر فوج  
 حاصل کر کے پھر دیکھا، کہ یومراج کے افسر اور فوج منتشر  
 ہو کر اوپر اور اوپر بھاگے جا رہے ہیں، وہ فوراً بھاگے  
 ہوئے افسروں کو ٹوٹا لائے، اور کمال سرعیت سے  
 یومراج کو لڑانے لگے، لیکن یومراج کی فوج میں پہلے  
 ہی کا انتشار پڑ چکا تھا،

جنگ کا ماحول بالکل بگڑا ہوا تھا، اس کی فوج بندر  
 کی طرف ہر طرف گھوم کر دشمن کی فوج سے برسرِ پیکار ہو  
 رہی تھی،

سپہ سالار نے امداد حاصل کرنے کی آمید میں پھر بغل  
 بھایا گیا، لیکن کوئی جواب نہ ملا،

گویا جادو کے زور سے فوراً سب ساکن ہو گئے، دشمن  
 کے سپاہی جہاں تھے، اسی جگہ ٹپت سے ہیں کر کھڑے ہو  
 گئے، کمال لوگوں کے کراچے اور گھوڑوں کے ہنہانے  
 کے سوا میدان جنگ میں اور کوئی شور ہی گونج سنائی  
 نہیں پڑتی،

۴۵  
 ارکان کی فوج میں صلح نامہ کا جھنڈا لے کر لوگ آئے  
 نہیں۔ ارکان کے راجہ نے اپنی شکست تسلیم کرن بے ترپوری  
 کی فوج مارے خروشی کے آچھل پڑی،  
 ہر ہر اہم یوم کے غوروں سے گہا آسمان کو نی آئی سو  
 دشمن کے فوجی سپاہی حیرت سے ایک دوسرے کا منہ  
 کھنکھنے لگے۔

راجہ دھرم پتھ کے قہر جات سے کہ پڑاؤ میں لوٹا  
 تر خوب بننا۔ اس قدر ہنساک اس کی آنکھوں سے آنسو  
 بہنے لگے۔ اس نے اندر کساد کو اسی دانت لاکٹ ڈکھا  
 کر کہا،  
 "دیکھئے جنگ کے امتحان میں فتح باب ہو کر ہیں مے  
 افہام حاصل کیا ہے۔  
 اندر کساد نے غصہ سے کہا  
 "جنگ، جنگ تم نے کہی کی، جنگ ہی فتح میں تم تپ  
 فتح باب ہوئے یہ افہام تمہارا نہیں ہے۔ اس ٹکٹ کو  
 یہ راجہ پہنے گا۔  
 اس دھرم نے ذرا سنجیدگی اور مسامتہ آئینہ لہجہ میں

۴۴  
 کہا،  
 "میں جیت کر لایا ہوں، اس نے اس ٹکٹ کو پہلے  
 میں پہنوں گا، اور بعد میں کوئی اور پہنے گا۔  
 یہ راجہ نے معاملہ کی اہمیت کو سمجھ کر کہا،  
 "راجہ دھرم بیت ٹھیک کہہ رہا ہے، یہ ٹکٹ راجہ دھرم کو  
 ہی ملنا چاہیے۔"

یوشاناں نے اسی جہن کر راجہ دھرم سے کہا،  
 "تمہارا حوصلہ تو بہت بڑا سا بڑا معلوم ہوتا ہے، تم  
 ٹکٹ پہن کر ترپوری کے لوگوں کو دکھاؤ، تو تمہارا  
 اعظم کی حکم عدولی کرے، جنگ سے بھاگ آئے۔ یہ  
 کلنگ اس ٹکٹ کے اندر نہ چھپ سکے گا، تم کو چاہیے  
 ایک ٹھیکری ہسٹریا سر پر رکھ کر وہاں اس وطن میں جہاد  
 تمہارے سر پر وہی اچھی لگے گی۔  
 راجہ دھرم بولے۔

"خان صاحب، اب تو تمہارے کندے خوب باقی بچے رہے  
 لگیں، میں نے جنگ بھاگ کر ہی تمہاری جان تمہائی ہے  
 اگر میں نہ ہوتا تو اب شک تم کہاں رہتے، اس بات کا  
 بھی خیال ہے؟  
 اندر کساد نے کہا۔



تکبیس بھی دیتے ، لیکن جنگ کے خون سے گھر میں نہ  
چھپے رہتے ۔

یو راج بولے ۔

اندک کر اتم انصاف کی بات نہیں کرتے ، آجیو ، یہی  
بات کہتی چاہیے ، راج دھر نہ رہتا ، تو کج ہم سب مصیبت  
سے دو بھر ہوتے ۔

اندک کر اسے کہا ۔

بھائی صاحب : آپ یہ کہہ رہا رہے ہیں ، راج دھر کے  
نہ رہتے ۔ ہم لوگوں کا کوئی نقصان نہ ہوتا ، اگر راج دھر  
ہم لوگوں کے برابر نہ آتا ، تو میں جنگ میں فتح حاصل کرنے  
یہ ٹکٹ لانا ، راج دھر ٹکٹ چھڑا کر لایا ہے ، اور اس ٹکٹ  
کو جنگ میں جیت کر لانا ، اور آپ کو پیشہ دیتا ، میں خود نہ  
پہنتا ۔

یو راج نے راجہ میں ٹکٹ لے کر راج دھر سے مخاطب ۔

جو کر کہا ،

راج دھر بھائی : یہ تم نے ہی فتح حاصل کی ہے ، اگر  
تم نہ ہوتے تو نا معلوم ہم لوگوں کی کیا حالت ہوتی ، اتنی  
کم فوج سے ہم لوگ کری کیا سکتے تھے ، میں اپنے ہاتھ سے  
یہ ٹکٹ نہیں پہناتے دیتا ہوں ۔

۲۸  
منہجہ باہا تیں کرنے کے بعد یو راج نے راج دھر کے  
سر پر ٹکٹ رکھ دیا ،

اس منظر کو دیکھ کر اندک کر کا کلیجہ پھٹ گیا وہ بہت  
دکھی ہو کر بولے ،

بھائی صاحب : راج دھر گیلٹ کی طرح چھپ کر اندھیری  
رات میں چوری کر کے یہ ٹکٹ لایا ہے ، اس پر آپ اس  
کی اس قدر تعریف کر رہے ہیں ، اور میں نے جو دل و جان  
سے جنگ کرنے کی ہے ، اس کے ٹکٹ میں نے آپ  
کے ہاتھ سے پسندیدگی کا معمولی سا بھی اظہار نہیں  
کے آپ فرماتے ہیں کہ اگر راج دھر نہ رہتا ، تو کوئی بھی آپ  
کو مصیبت سے نہ بچاتا ، میں نے تو لگا تار آپ کی آنکھوں  
میں رہ کر جنگ کی ہے ، کیا مج سے شام تک میں نہ جنگ  
نہیں کی ؟ کیا ایک ٹائپ کے لئے ہی میں جنگ چھوڑ کر  
برائے تھا ، کیا میدان جنگ میں میں نے کارہن دکھایا ہے ،  
کہا میں نے یک دم دشمن کی سپاہ پر فوج پا کر آپ کی امداد  
کو دیا نہیں آیا ، آپ نے کیا کہہ کر کہا ، عرصہ راج دھر  
کے ہوا اور کوئی بھی آپ کو مصیبت سے نہیں بچا  
سکتا ؟

یو راج نے قلع کلام کر کے کہا ،

”بھائی صاحب! میں اپنی ذات کی بات نہیں کرتا، جس  
تو۔۔۔۔۔

ابھی یودراج کی بات ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ  
اندکدار مارے غصہ اور شرمندگی کے جوش میں وہاں  
سے باہر نکل گئے۔  
عیشا خان سے کہا۔

”یودراج! تمہیں کسی کو اس طرح سے ٹکٹ دینے کا کیا  
حق حاصل ہے؟ میں سلاہر اعظم ہوں، مجھے میں چاہوں گا  
وہیں لا۔“

اس قدر کہنے کے بعد عیشا خان، سٹے راج دھڑکے سر سے  
ٹکٹ اتار لیا، اور یودراج کے سر پر رکھنے کی غرض سے  
اگلے بڑھا۔

یودراج اپنی جگہ سے ڈرامپٹ کر پڑے۔

”نہیں! نہیں! میں یہ ٹکٹ نہیں پہن سکتا۔“  
”اگر تم نہ پہنو گے، تو اسے کوئی نہ پہن سکے گا۔“

اوپر والے احفاظ کہنے کے بعد عیشا خان سٹے پاؤں  
کی ٹوک کر ٹکٹ کو کرن بھول نندی کے نیچے ہوسٹ پائی  
میں پھینک دیا، اور کہا،

”راج دھڑکے جنگ کے اصول کو توڑا ہے، ٹکٹ کی

بجائے سزا کا مستحق ہے۔“

اندکدار اپنی فوج کو ہراہٹ کر وہاں سے چل دئے  
جنگ ستر ہو گئی۔ یہ سمجھ کر یودراج کی فوج خیمے آگیا اور  
وہاں کو ٹوٹ جانے کی تیاریوں میں جلد ہی مصروف ہو گئی  
اسی اثنا میں، چانک ایک بات اور ہو گئی۔

عیشا خان سٹے جب ٹکٹ کو کرن بھول نندی کے بہاؤ  
میں پھینک دیا، تب راج دھڑکے دل میں۔۔۔۔۔  
”یہ تبت اچھا، میرے بغیر تم لوگ کچھ فوج حاصل کرتے ہو، میں  
دیکھ لوں گا۔“

راج دھڑکے اپنے رفیق ناموں زاد بھائی دھڑند سے  
کہا،

”یہاں میرا ٹکٹ کیا ہے، وہی میں لے کر بھی پہنچاؤں  
گا۔“

دھڑند بولے۔

”تو کیا جیت کر پھر واپس آئے گے؟“

راج دھڑکے، ”اگر وہاں کی بات، اگر ہی جیتوں تو

”میں اندر گار کے ضرور کو جب تک پہنچ رہی ہوں مٹاؤں گا۔ تب تک واپس نہ لوٹوں گا۔ میں نے جو اس طرح فتح حاصل کی ہے۔ اسے وہ تسلیم نہیں کرتے۔ دیکھوں گا کہ اس مرتبہ وہ اکیلے جنگ کر کے کچھے فتح حاصل کر سکتے ہیں؟“

دھرمندر بولے۔

”کھالی صاحب! اتنی لاپرواہی سے یہ بات نہ کہو، ایشور کی کپڑا ہات وہ جیت بھی سکتے ہیں، یہی بات سے ٹھما مٹنے اور دھمکے کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اندر گار جنگی علم کے تجربہ کار ہیں۔“

راج دھرمندر بولے۔

”سبب اچھا! ان تمام باتوں کا فیصلہ کسی دوسرے وقت ہوگا، ابھی تمہیں ایک کام کرنا ہے، بات یہ رہے کہ امان کے صاحب اپنی فوج سے کرمچ لیزام کوٹ کر دیں گے جب تک وہ پہلے گاؤں کی سرحد پار نہ کر رہیں گے، تب تک ان کے تمام سلاخ سپرے جیسے ہیں، کوئی قیدی نہ چھوڑے۔ بیشتر اس کے کہ وہ اپنا خیمہ اٹھا کر پھرتے لگیں، تم سپرے چلاؤ گے تاکہ باتیں تک پہنچا دو۔“

دھرمندر نے پڑ چھا۔

”اپنے جتنی میں کیا لکھا ہے؟ اس کے نقشہ مضمون کا بچے بھی علم جو نا چاہئے، کہیں کہ اس بارے میں کہہ کچھ کی ضرورت پڑی تو کہہ دوں گا، اور کام ختم کر کے ہی واپس لوٹوں گا۔“

راج دھرمندر بولے۔

”میں نے لکھا ہے، کہ میں بے عزت ہوا ہوں، اس نے میں اپنے جانی بندوں سے رخصت لے کر پائی ہزار فوج کے ہر کام گھر لوٹ جانے کے بہانے دوران صدر مٹ پڑوں گا، اور کہہ دیں گے، اپنے جڑے بھائی سے بگڑا کر پھرتے ہیں، فوج یہ کہہ کر کہ جنگ ختم ہو چکی ہے لوٹ جانے کے لئے آمادہ کھڑی ہے، اس موقع پر اگر فوج کے راجہ اپنا ٹک حملہ کر دینگے، تو انہیں سرحد کی فوج پر ضرور فتح حاصل ہوگی۔“

دھرمندر بولے۔

”وہ ضرور فتح حاصل کریں گے، اس کے بعد، آخر کار کہہ دیں گے، اسے کہتے ہوئے جان دو گے، اگر ایک جہان سے تو پہلے اپنے گھر کا پیچہ سنبھال لو، پھر آگ۔“

راج دھرمندر بخند ہو کر بولے۔

"مجھے عقل دینے کے لئے کسی تزیینہ کی ضرورت نہیں  
تم جانے کے لئے تیار ہو جاؤ، دیکھو کسی کو عالم نہ پہچانے  
خبری فوج کو کسی طرح کا شبہ ہو گیا تو کیا کرایا سب پاگل  
جائے گا؟"

دھندلے ہوئے کہا۔

"مجھے تزیینہ کرنے کے لئے کسی بھی عقلمند کو انکسرت  
کافی چاہئے، میں سب جانتا ہوں، تم مطمئن رہو۔"

انکار جب آزاد ہو کر اپنی فوج کے ہمراہ دور دور  
عالم پر آئے پڑے تھے۔ اور یو راج کی سپاہ غیبی شکب و  
خبردار پس وطن جانے کی تیاریوں میں، ضرورت ہو گئی  
تب دشمن کی سپاہ نے اچانک بڑے خبری کے عالم میں  
یو راج کی فوج پر برق رفتاری سے حملہ کر دیا، راج دھند  
اپنی فوج کو دیکھ کر کہاں چلا گیا؟ اس بات کا کچھ پتہ بھی نہ  
پہنچا سکا۔

یو راج کی اپنی کچی تین ہزار فوج، دشمن کی چو گنی  
فوج کے ہمارے میں یک دم گہر سی گئی، عیشا خان نے

یو راج سے کہا۔

"آر اے پٹنے کی امید نہیں، تم جنگ کا تمام ہرج مہرج  
کنہوں پر ڈال کر بھاگ جاؤ۔"

یو راج نے کمال بیاداری سے جواب دیا،

"جنگ جاسے پر بھی تو ایک نہ ایک روز مرنا ہی پڑے  
گا۔"

اور پھر ہر چند طرف دیکھ کر بولے۔

"بھاگو، میں تو کس لڑنے والا اس جنگ میں نہ ہوں، مگر  
فوج آج ہے، وہ جہانگ لا نہیں، دیکھنا، اسے ایشوریا پر تہ لڑ  
ہی لیتے ہیں۔"

عیشا خان نے کہا۔

"میرے دل میں اس بات کی فکر نہیں، دل کو لائق ہو رہی  
ہے، وہ نہ میدان جنگ کی موت تو سپاہ سچ پر شکست  
سے سوا ہے، میں اپنی ذمہ داری کے تحیال سے ہی تمہیں  
بھاگنے کا مشورہ دیتا ہوں۔"

یو راج نے کہا۔ "اب ہمارے چنگی آستانہ ہیں، آج  
کے لئے سے یہی باتیں لگنی اچھی نہیں۔"

عیشا خاں نے کہا۔

۵۶

وہی تہبازی حفاظت کرے۔

یو راج ہوئے۔

خاں صاحب! میں نے آپ کے کھتے ہی گناہ کئے ہونگے  
میں آج آپ ہمارے مہربانی معاف فرمادیں۔  
عیشا خاں نے کہا۔

تو میں تمہیں نہیں سے ہی دیکھتا آرہا ہوں، تم نے کبھی  
کوئی میرا گناہ نہیں کیا، اگر نا کبھی سے کوئی قبول چھوڑ  
ہو بھی گئی ہو، تو اسے تم نے فوراً میرے دل سے نکال  
کر باہر پھینک دیا، میرے دل میں تہبازا کوئی گناہ، قصور  
اور غلطی نہیں، یو راج اس نے ایسا کوئی گناہ نہیں جسے  
میں معاف کر دوں۔

یو راج نے شکریہ کا لہجہ اختیار کر کے ہوئے کہا،

میں آپ کی بہت فوازش ہے۔

آپ دیکر نا درست نہیں، چلو آج ہم لوگ مردانہ  
دار جنگ کر کے مادہ وطن کے لئے قربان ہو جائیں۔

اس قدر کہنے کے بعد عیشا خاں نے اپنی سپاہ کا  
ایک دستہ لے کر دشمن فوج کے ایک کمرہ حصہ پر  
تہجوش حملہ کر دیا،

ترہجوش کی فوج آؤ و زاری کا کوئی موقع نہ دیکھ

نہ دیکھ سکتے تھے، لیکن میرے دل میں یہ آگ و دھبہ رہی  
ہے، کہ اندک اندک شرمندگی کے جوش میں کود جا چکے نہیں  
ان کے اس گناہ کی سزا دینے کے لئے شہید میں جیتنا نہ  
چاہی سکوں۔

یو راج ہوئے۔

اگر آپ چھوڑ نہ دیں گے، تو اس سے بڑا کر اس  
کی سزا اور کیا ہو گی؟ وہ آپ کو اپنا سہنی تو ہم کرتا  
ہے۔

عیشا خاں!

مجھے ہے، بلکہ تو اب اس سے کہنے کا موقع نصیب نہ  
ہو گا، اگر تمہیں یہ موقع حاصل ہو تو ان سے صرف اس  
قدر کہہ دینا کہ اگر عیشا خاں چھوڑ دیتے، تو ان کو سزا  
دیتے، لیکن مرنے سے پیشتر ہی وہ ان کا مقصد و کر کے موت  
نہیں، بس اب وقت نہیں ہے، آؤ، ایک بار تم سے  
بل قوں۔

اس قدر کہنے کے بعد عیشا خاں نے یو راج کو گلے لگا  
لیا اور کہا،

میں خدائے مقدس! تم میں تمہیں سوچتا ہوں

کر رہے تھے لاپرواہ ہو کر پانچوں کی طرح لڑتے گئے ،  
 عیشا خاں نے دونوں ہاتھوں میں دو تلواریں قیام لیں  
 ان کی بہادری دیکھ کر دشمن سپاہ حیران و ششدر  
 رہ گئی ۔

کسی کو بہت دہڑی کہ ان سے لڑتے ایک بھی دشمن  
 ان کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکا آخر دشمن فوج کا قصد سر  
 پر آگیا ، اور عیشا خاں پر تیروں کی موسلے دھار بارش  
 پڑنے لگی ،

میدان جنگ کے قریب ایک چھوٹا سا نال تھا ، اس کا  
 قیام پانی خون سے سرخ ہو گیا ،

عیشا خاں دشمن فوج میں داخل ہو کر لڑتے ہوئے  
 پیادگی چھٹی تک پہنچ گئے ، کہ اچانک ایک تیر آیا ، اور ان  
 کے سینہ میں بوسہ مست ہو گیا ، وہ گھوڑے سے نیچے گر پڑے  
 اور ہمیشہ کے لئے ریشمی نیند سو گئے ،

یہ راج کے گھٹنے اور سر میں تیر گئے ، اسی نیم ہمسر  
 ہو کر نیچے گر پڑا ، ایک تیر اسی کے پیٹ میں لگا ، جس کی  
 وجہ سے وہ مارے درد کے پاگوں کی طرح ہر طرف دوڑ  
 دوڑ کر فوج کو کھینچے گا ، آخر کار رو نہ تا بھاگتا ایک طرح  
 ہو لیا ،

یہ راج نے اسے لڑنے کی ہمت کوشش کی ، لیکن  
 وہ داس دہڑا ، تیر کے زخم سے زیادہ خون بہنے کے سبب  
 یونان میدان جنگ سے دور کر کے پھول ندی کے کنارے  
 بے ہوش ہاتھی پر سے گر پڑے ،

۵

شب کا وقت ہے ، چاند آسمان پر چمک رہا ہے ، اور  
 شب و روز جو چاند سورج کا اُجلا میدان کی سرسبز و  
 شاداب زمین پر کے بے شمار نئے پھولوں پودوں پر  
 پڑتا تھا ، آج لاتعداد ناتھ ، پاؤں کئی لاشوں اور تیروں  
 انسانوں پر پڑ رہا ہے ، جس بچہ تارے کو رمل پانی میں  
 چاند کا عکس تو رکھتا ہوتا تھا ، اس تارے کا پانی  
 آج خون لاشوں کے انبار سے ٹوٹک سا گیا ہے ، تارے  
 کا تمام پانی خون سے سرخ ہو چکا ہے ،

دوپہر کے وقت دن کی آفتابی نسمات سے جہاں  
 سرت لاشوں ناک ننگے تاج ہو رہا تھا ، اور جہاں خون  
 غصہ ، تلامییدی اور تشدد کی لہریں اُٹھ رہی تھیں ، اور  
 جس میدان جنگ کا صحن آسمان اسلحہ و آلات کے جھنڈا ہٹ  
 سے چوہیلی فوج کے تکتا ہٹ سے ، گھوڑوں کی ہنہناہٹ

سے اور گناہوں کے کراچے سے یا جنگی باجوں کی صدقوں سے  
گو بی سار مل تھا، وہاں اس وقت چاند کی اس بھری ہوئی  
چاندنی میں کامل خاموشی اور سنبیدگی کا ماحول چھایا ہوا ہے  
گویا موت کی مجلس رقص پر خاست ہو گئی ہے، نفس زہریلا  
رقص گاہ کے چاروں طرف مجلس رقص کے گھنڈرات باقی  
رہ گئے ہیں، ہر طرف سناٹا ہے، ایک طرف بلند پہاڑ کا سایہ  
اور دوسری طرف چاند کی روشنی دکھائی دے رہی ہے، اس  
چاندنی میں جا بجا بڑے بڑے درخت نظر آ رہے ہیں، جو  
اپنی شاخوں کو پیچ کر گہری تاریکی کے اظہار کے لیے خاموشی  
سے کھڑے ہیں۔

اندک اندک جنگ کے تمام حالات سن کر یومراج کو ڈھونڈنے  
کے لئے آئے، لیکن یومراج کرن پھول ندی کے کنارے لگاں  
پر لیٹے ہوئے ہیں، تیر کی بہن سے وہ کہتا رہے ہیں، جب  
آئیں، پیاس لگوس رہتی ہے، تب وہ اس ندی کا پانی روک  
کھینچتے ہیں، اور درمیانی وقفہ میں ایک بارگی ہے ہر شے ہو کر  
آٹکھیں، تھچ لپٹے ہیں۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے، کل کل کرتا ہوا  
ندی کا شعل جل لگا تار گرتا بیٹا جا رہا ہے، وہاں ایک

بھی انسان نہیں، چاروں طرف پیڑ ہی پیڑ کھڑے ہیں،  
غیر آباد جنگلی سائیں سائیں کر رہے ہیں۔

اندک اندک سڑخ لگاتے لگاتے جب وہاں پہنچ کر  
دوہرے دل سے بھائی صاحب کہہ کر پکاوا، گویا آن  
کے ان وعدہ آمیز الفاظ سے زمین و آسمان دونوں کا نہ  
آئے، اور اندک اندک کو لگے سے لگاتے کے لئے دونوں بازو  
بڑھائے۔

اندک اندک اپنے بڑے بھائی کے دونوں بازوؤں کی گرفت  
میں ایک نئے نہک کی طرح مسکایاں لے کر روئے لگے۔

چند ماگھ لے آ سکی سے کہا،

سرو موت! تمہیں دیکھ کر میری جان میں جان آئی، ایک  
بار تمہیں دیکھنے کے لئے میرے سانس اٹکے ہوئے تھے، تم  
مجھ سے مل کر روئے کر چل دئے، کیا میں تمہاری اس  
جہنم کو ساتھ لے کر مرتا، اب میں نے تمہارا ماتہ دیکھا، تمہاری  
محبت حاصل کی، تمہارے دل سے اب غصہ کی جہنم دور ہو  
گئی، میں صرف اتنا ہی چاہتا تھا، اب میں خوشی سے  
مر سکوں گا، میرے دل میں اب غم کی ایک بات بھی  
باقی نہ رہی۔

اس قدر کہنے کے بعد یوداج نے اپنے جسم میں بیوست  
شعلہ تیروں کو باہر نکال پھینکا، تیروں کے بھگنے سے  
زخموں سے خون کی دھار بہہ نکلی، یوداج کی نبض  
ماند پڑنے لگی، بدن سرد ہو کر اکڑنے لگا، وہ  
ہوئے۔

”میں مر رہا ہوں، اس کی فکر نہیں، لیکن شکست ہم  
لوگوں کو ہوئی۔“

اندھ گار نے درہم سے دل سے کہا،

”بھائی صاحب! شکست آپ کو نہیں ہوئی، بچے  
ہوئی ہے، میں ہی اس شکست کی بدنامی کا مستحق  
ہوں۔“

چند مالکیہ اپنا آخری وقت دیکھ کر دل ہی دل  
میں ایشود سے پراگشتا کرنے لگے،

”اے پراگشتا! میرے لئے اس دنیا کا تمام ختم  
ہونے والا ہے، اب اپنی آغوشِ آفت میں جھگ  
دیکھئے۔“

اس قدر کہنے کے بعد انہوں نے آنکھیں بند کر  
لیں،  
بچہ گہرام ندی کے مغرب کی سمت سے اُس پار چاند

کا رنگ ماند پڑ گیا، تب چند مالکیہ کے چہرے کی شرفی  
سیاہی بن گئی، بہیو دی برہادی بن گئی، چاند کے ساتھ  
ہی ساتھ چند مالکیہ بھی دنیا کے اس بکر بیکساں کے پانی  
سے اُس پار ہو گئے،

## نتیجہ

امکان کے خلاف فوجیوں نے پٹا کالوں کا تمام علاقہ  
اپنے قبضہ میں کر لیا، انہوں نے ترمپہ کی راجدھانی اور سے  
پہلے تک کو لوٹ لیا، امر مالکیہ بھاگ کر دیو گھاٹ پہنچ  
گئے، یہاں انہوں نے شرمندگی کے جو مشن میں خود  
کشی کر لی،

اندھ گار نے پٹھان سپاہ سے جنگ و جدال کر کے  
ہیاوڈان موت دی، کیونکہ میدانِ جنگ میں ہاتھ دھکا کر  
کار اور تیز دل کی طرح وطن کو لوٹ جانا انہیں پسند نہ  
تھا۔



کا رنگ ماند پڑ گیا ، تب چند مانگیہ کے چہرے کی شرفی  
سیاہی بن گئی ، بہبودی برپادی بن گئی ، چاند کے ساتھ  
ہی ساتھ چند مانگیہ ہی دنیا کے اس بحر بیکساں کے پانی  
سے اُس پار ہو گئے ،

## نتیجہ

ایران کے خانہ فوجیوں نے چٹا گالوں کا تمام علاقہ  
اپنے قبضہ میں کر لیا ، آئندہ سے ترمپہ کی راجدھانی آذربائیجان  
پہلے ملک کو لوٹ لیا ، امر مانگیہ بہاک کہ دیو گھاٹ پہنچ  
گئے ، یہاں آئندہ سے شہر زندگی کے جو شمس میں خود  
کشی کر لی ،

اندکسار سے چٹھیں سپاہ سے جنگ و جدال کے  
بیادہ دات موت دی ، کیونکہ میدان جنگ میں چٹھہ دکھا کر  
کار اور تیز دل کی طرح وطن کو لوٹ جانا انہیں پسند نہ

تھا

ماح دھرنے راجہ ہو کر صرف تین برس حکومت کی  
آخر وہ گومتی کے گہرے بہاؤ میں ڈوب کر ختم ہو گیا ،

اندکسار جب میدان جنگ کو روانہ ہوئے ، تو ان  
کی بیوی حاملہ تھی ، تھوڑے دنوں بعد اس کے ہاں لڑکا  
پیدا ہوا ، وہ اندکسار کا نوہ نظر کایف مانگیہ ماح دھرنے  
کے بعد راجہ بنا ، وہ اپنے والد کی طرح ہی بہادر اور  
شہ نند تھا ،